

## 3748-کلمہ مکرمہ میں مسجد حرام کی تاریخی معلومات

### سوال

مچھ سے مسجد حرام کی تاریخ کے بارہ میں ایک مقالہ مطلوب ہے، اس سلسلہ میں میں آپ سے تعاون چاہتا ہوں؟

### پسندیدہ جواب

مسجد حرام جزیرہ عرب کے ایک شہر کم مکرمہ میں واقع ہے جو کہ سلطنت سمندر سے 330 میٹر کی بلندی پر واقع ہے، مسجد حرام کی تعمیری تاریخ نعمد ابراہیم خلیل اور اسما علیل علیہ السلام سے تعلق رکھتی ہے، اور اسی شہر میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ پیدا ہوئے اور یہی شہر محبط و حی بھی ہے جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پروری کی ابتداء ہوئی۔

یہی وہ شہر ہے جس سے اسلامی نور پھیلا اور یہاں پر یہی مسجد حرام واقع ہے جو کہ لوگوں کی عبادت کے لیے بنائی گئی جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اللَّهُ تَعَالَى كَاپْلَأَكُلْجُرْجُوْگُوْنَ كَلِيْمَقْرَرْكِيَّاْوَهْ ہِیَ ہے جو کلمہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت و حداہیت والا ہے﴾۔ آل عمران (96)۔

اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث مروی ہے کہ:

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام۔

میں نے کہا کہ اس کے بعد کون سی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد قصی۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس برس۔

کعبہ جو کہ مشرق و مغرب میں سب مسلمانوں کا قبلہ ہے مسجد حرام کے تقریباً وسط میں پایا جاتا ہے جس کی بلندی تقریباً پندرہ میٹر ہے اور وہ ایک پوکور جھرہ کی شکل میں بنایا گیا ہے جسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم سے بنایا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَوْ جَكَہْ ہِمْ اِبْرَاهِیْمَ علیْهِ السَّلَامُ كَوْعَبَہْ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا﴾۔ ارجع (26)۔

اور بونا کا معنی اس کی طرف را ہمنا ہی کی اور اس کی تعمیر کی اجازت دی۔ تفسیر ابن کثیر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِبْرَاهِیْمَ اور اسما علیل علیْهِ السَّلَامُ طیْمَ السَّلَامُ کوْعَبَہ کی دیواریں اٹھاتے جاتے اور کہتے جا رہے تھے﴾۔ البقرہ (127)۔

و حب بن منبه رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے : کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا پھر ان کے بعد عماضہ نے اور پھر جرم اور ان کے بعد قصی بن کلاب نے بنایا، اور پھر قریش کی تعمیر تو معروف ہی ہے ۔

قریش کعبہ کی تعمیر وادی کے پتھروں سے کرنے کے لیے ان پتھروں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاتے اور بیت اللہ کی بلندی میں باٹھ رکھی، کعبہ کی تعمیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا درمیانی و قصہ پانچ برس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہہ سے نفل کر مدینہ جانے اور کعبہ کی تعمیر کی درمیانی مدت پندرہ برس تھی، اس کا ذکر عبد الرزاق نے عن معمر عن عبد اللہ بن عثمان عن ابی الطفیل سے کیا ہے ۔

اور عن معمر عن زہری رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ :

جب وہ اس کی بنیادیں اٹھا کر جو اسود تک پہنچے تو قریشی قبائل کا جو اسود میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ اسے کون اٹھا کر اس کی بجائے پر کھے گا حتیٰ کہ لڑائی تک جا پہنچے تو وہ کہنے لگے کہ چلو ہم اپنا منصب اسے بنائیں جو سب سے پہلے اس طرف سے داخل ہو تو ان کا اس پر اتفاق ہو گیا ۔

تو وہ آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو کہ اس وقت نوجوان تھے اور انہوں نے اپنے کندھوں پر دھاری دار چادر ڈال رکھی تھی تو قریش نے انہیں اپنا فیصل مانیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا منٹکا کر جو اسود اس میں رکھا اور ہر قبیلے کے سردار کو چادر کے کونے پر کٹ کر اٹھانے کا حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسود کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کی بجائے پر نصب کر دیا ۔ دیکھیں تاریخ مکہ للازرقی (161-164/1) ۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ لے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم (کعبہ کے ساتھ چھوٹی سی دیوار میں گھری ہوئی بجائے) کے بارہ میں سوال کیا کہ کیا یہ بیت اللہ کا ہی حصہ ہے ؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جی ہاں، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا کہ اسے پھر بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا گیا ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا کہ تیر قوم کے پاس خرچ کے لیے رقم کم پڑگی تھی ۔

میں نے کہا کہ بیت اللہ کا دروازہ اونچا کیوں ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تیری قوم نے اسے اونچا اس لیے کیا تاکہ وہ جسے چاہیں بیت اللہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں ۔

اور اگر تیری قوم فنی مسلمان نہ ہوتی اور ان کے دل اس بات کو تسلیم سے انکار نہ کرتے تو میں اسے (حطیم) کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور دروازہ زمین کے برابر کر دیتا ۔

قبل اسلام کعبہ پر ابرہہ جمشی نے ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کر دی (یہی وہ سال ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوتی ہے) اس کا سبب یہ تھا کہ ابرہہ نے ایک نیسہ (گرجا) تعمیر کروایا تاکہ وہ عرب کو اس طرف کھینچ سکے اور بیت اللہ کا حج کرنے کی بجائے وہ لوگ اس کا حج کیا کریں، تو ایک ہاتھیوں کا لشکر عظیم لے کر چلا جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اب ایل پرندے جن کے منہ اور پنجوں میں تین چھوٹے چنے کے برابر کنھر تھے بھیجا وہ پتھر جسے لکھا وہ ہلاک ہو جاتا ۔

تو اس طرح یہ مکمل لشکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تباہ و برباد ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس حادثہ کو کتاب عزیز قرآن مجید میں کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے :

بڑی تو نیں یہ نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کی سازش و محرکوں کے جھنڈ کے جھنڈ بیج دیتے، جوانہیں مٹی اور پتھر کی لکھیاں مار رہے تھے، پس انہیں کھاتے ہوتے بھوے کی طرح کر دیا۔) الفیل۔ دیکھیں : السیرۃ النبویۃ لابن حثام (1/44)

اور بیت اللہ کے اردو گردکوئی چار دیواری نہیں تھی حتیٰ کہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی تو پھر بنائی گئیں۔

یاقوت الحموی نے ہجہ البدان میں لکھا ہے کہ :

کعبہ کے اردو گرد چار دیواری سب سے پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوی یہ نہ تدویر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں تھی۔

اور یہ چار دیواری بنانے کا سبب یہ تھا کہ لوگوں نے مکانات بنائے کہ بیت اللہ کو تنگ کر دیا اور اپنے گھروں کو اس کے بالکل قریب کر دیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرنے لگے۔ بلاشبہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور پھر گھر کے لیے صحن کا ہونا ضروری ہے، اور معاملہ یہ ہے کہ تم لوگ اس پر آئے ہو اور تجاوز کیا ہے نہ کہ اس نے تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گھروں کو خرید کر مendum کر کے اسے بیت اللہ میں شامل کر دیا۔

اور مسجد کے پڑو سیوں میں سے کچھ ان لوگوں کے گھر بھی منعدم کر دیے جنوں نے اپنے مکانات بیچنے سے انکار کر دیا اور اسے کے بدل میں ان کی قیمت مقرر کی جو کہ مالکان نے بعد میں لے لیے۔

تو اس طرح مسجد کے اردو گرد قدر سے چھوٹی دیوار بنادی گئی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے، اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ اور گھر خریدے جس کی قیمت بھی بہت زیاد ادا کی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ پہلے شخص میں جنوں نے مسجد کی توسعہ کرتے وقت ایک ستون والے مکان بنائے۔

اور ابن زییر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی توسعہ نہیں بلکہ اس کی مرمت وغیرہ کروائی اور اس میں دروازے زیادہ کیے اور پتھر کے ستون بنائے اور اس کی تزیین آرائش کی۔ اور عبد الملک بن مروان نے مسجد کی چار دیواری اونچی کروائی اور سندر کے راستے مصر سے سقون جدہ بھیجے اور جدہ سے اسے گاڑھی پر رکھ کر کہ مکرمہ پنچائے اور جاج کو حکم دیا کہ وہ اسے وہاں لگائے۔

جب ولید بن عبد الملک مسند پر بیٹھا تو اس نے کعبہ کے تزیین میں اضافہ کیا اور پر نالہ اور چھٹ میں کچھ تبدیلی کی، اور اسی طرح منصور اور اس کے بیٹے محمدی نے بھی مسجد کی تزیین آرائش کی اور شکل میں اضافہ کیا۔

اور مسجد حرام میں کچھ دینی آثار بھی ہیں، جن میں مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر بیت اللہ کی دیواریں تعمیر کرتے رہے، اور اسی طرح مسجد میں زمزم کا کنواں بھی ہے جو ایسا چشمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حاجرہ کے لیے نکالا تھا۔

اور اسی طرح یہ بھی نہیں بھولا جاسکتا کہ اس میں حجر اسود اور کنیہ مانی بھی ہے جو کہ جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں جیسا کہ امام ترمذی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کی ہے :

عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

بلashبہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے یاقوت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور اور روشنی کو ختم کر دیا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس روشنی کو ختم نہ کرتا تو مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ روشن ہو جاتا۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (804)۔

مسجد حرام کے ملحق میں صفا اور مروہ پہاڑیاں بھی ہیں، اور صرف اکیلی مسجد حرام کی یہ خصوصیت ہے کہ زمین میں جس کا حج کیا جاتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

[(صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پران کا طواف کر لیں] میں بھی کوئی گناہ نہیں، اہنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ قد روان ہے اور انہیں خوب جانے والا ہے۔ البقرۃ (158)۔

اور مسجد حرام کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امن کا گوارہ بنایا ہے اور اس میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

[(ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن و دامان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جانے نماز مقرر کر لو، ہم نے ابراہیم اور اسَا علی علیہما السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔ البقرۃ (125)۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

[(جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بکھر) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔] آل عمران (97)

دیکھیں: آنحضرت کے لازر قی۔ اور اخبار کمہ للفاکھی۔

اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا اور صحیح اور سیدھے راہ کی راہنمائی کرنے والا ہے۔

واللہ اعلم۔